اٹھارواں باب

قیامت پر اعتراضات کے جوابات

۱۲۴ مشرکینِ کے لیے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت میں سب سے زیادہ ناقابل فہم بات

۱۲۶ شاعری اور کہانت کے الزامات، کفار مکہ کی اصل الجھن کی عکاس نہیں

۱۲۷ کیا قیامت کے انکاریوں کو آفاق کی نشانیاں ایک خالق کا پتا نہیں دیتی ہیں؟

۱۲۸ ہم تو انسان کی رگِ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں

۱۲۸ اللہ کے حضور پیشی کا منظر

۱۲۹ جب جہنم سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو بھر گئی؟

۱۳۰ آخرت میں سزا سے قبل دنیا میں عذاب کی ایک شکل

۱۳۰ نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ

اٹھارواں باب

قیامت پر اعتراضات کے جوابات

اس شدید مخالفت اور کش مکش کے ماحول میں جس کا اندازہ قارئین کو پچھلے باب میں سردارانِ مکہ کی ابو طالب سے گفتگو اور پھر نبی ﷺ کا اپنے چچا کو واضح طور پر یہ بتا دینے سے کہ وہ صبر سے اپنے مشن پر جمے رہیں گے خواہ اس میں اُن کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے، یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ جان کی ساری توانائیوں کے ساتھ اپنی بات کو پیش کرتے رہیں جب تک کہ موقع ملے، جیسا کہ ہم دیکھیں گے کہ آنے والے دنوں میں یہ مواقع کم سے کم تر ہوتے چلے جائیں گے۔ چناں چہ نبی ﷺ اور آپ کے رفقاء نے قرآن کی رہ نمائی میں دلیل و دانائی و حکمت سے اپنی بنیادی دعوت کو ہر ہر انداز سے سمجھانے اور مخاطبین کے اعتراضات کو رفع کرنے کی کوشش کی۔ آنے والے تین ابواب میں ہم مسلسل اس جاں گسل مرحلے میں جاری مذاکرے کی تفصیلات پیش کریں گے۔

مشرکینِ مکہ کے لیے نبی ﷺ کی پیش کردہ باتوں میں سب سے زیادہ ناقابل فہم بات

کفارِ مکہ کو اس بات پر سب سے زیادہ تعجب تھا کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور ان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ وہ کہتے تھے یہ تو بالکل ناممکن اور نہ ماننے والی بات ہے۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہمارا ایک ایک ذرہ خاک میں بکھر چکا ہو تو ان ذروں کو ہزاروں سال بعد پھر سے جمع کر کے ہمیں دوبارہ پیدا کر دیا دیا جائے اور ہم زندہ اُٹھ کھڑے ہوں! اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۃ قٓ نازل ہوئی۔

۴۳: سُوْرَۃُ قٓ [۵۰– ۲۶:حم]

قرآن کی اس لحاظ سے یہ انتہائی اہم سورتوں میں سے ایک سورۃ ہے کہ نبی ﷺ جمعہ، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازوں میں اس سورۃ کی تلاوت فرماتے تھے۔ ام ہشام بنت حارثہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے

سورہ ق اس طرح یاد ہوئی کہ میں جمعہ کے خطبوں میں اکثر آپ ﷺ سے اِس کی تلاوت سنتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں بھی اِس سورۃ کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اظہارِ دین اور اقامتِ دین کا کام کرنے والوں کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ اس کو یاد کریں اور اپنی نمازوں میں سمجھ کر پورے شعور اور فہم کے ساتھ اس کو پڑھا کریں۔

انسانی تخلیق کے ڈیزائن اور مرنے کے بعد اُس کے باقیات کو اللہ سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟

اللہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مرنے کے بعد تمھاری کیا باقیات ہیں، اللہ تعالیٰ کا ایک اشارہ اس کے لیے کافی ہے کہ تمھاری تخلیقی معلومات [جینیاتی تفصیل[۲۸] Genetic Codes] کی بنیاد پر جو تمھاری تخلیق کے وقت اُس نے ہی وضع کی تھیں، تمھیں دوبارہ بنا کر کھڑا کر دے بالکل ویسا ہی جیسا تمھیں پہلے بنایا تھا۔ (تم جیسا ایک نہیں تم جیسے لاکھوں بھی اگر وہ چاہے اور تم لاکھوں میں سے ہر ایک اپنی خودی [originality] کا دعویٰ کرے اور کوئی نہ پہچان سکے کہ اصلیت[۲۹] کیا ہے)

---

۲۸ *is the set of rules by which information* genetic code *The material (DNA or mRNA sequences)* genetic *encoded within .is translated into proteins by living cells*

۲۹ اس بات کو یوں سمجھیے کہ اصل کتاب اور فوٹو اسٹیٹ میں فرق ہوتا ہے اور کتاب، کتاب میں بھی موضوع، مضامین، صفحات، شکل صورت ہر لحاظ سے فرق ہوتا ہے، مگر ایک کتاب یا اخبار کا جو ڈاٹا کمپیوٹر میں ہے اس سے ہزاروں ہزار کتابیں پرنٹ ہو کر نکلتی ہیں ہر ایک اصلی اور اوریجنل original ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ ملتے جلتے حیاتیاتی کوڈز genetic codes سے جڑواں بچے پیدا فرماتے ہیں جو ایک دوسرے سے انتہا درجے مماثل ہوتے ہیں مگر کچھ مختلف بھی کیوں کہ کوڈز میں ذرا سا فرق تخلیق میں فرق ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس آج تک جتنے جاندار، پھول، پودے، کیڑے مکوڑے اور انسان پیدا ہوئے ہیں اور ہوں گے ان سب کے کوڈز کا ریکارڈ ہے، وہ ان کوڈز سے بالکل ویسا ہی جان دار یا انسان ایک یا ایک ارب یا ایک کھرب پیدا کر سکتے ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ چاہیں تو ولید بن مغیرہ یا آئن اسٹائن کو اپنے پاس محفوظ اُن کے کوڈز کے ذریعے دوبارہ پیدا فرما دیں، اور اگر ضرورت ہو تو اُس جیسے چالیس پچاس اور اگر چاہیں چالیس، ارب، سارے کے سارے ایک جیسے صرف شکل میں ہی نہیں شعور و لاشعور میں بھی یادداشت اور خیالات میں ہر ایک دعویٰ کرے کہ میں ولید بن مغیرہ ہوں، ہر ایک اوریجنل ہوگا اور ہر ایک دعوے میں سچا بھی ہوگا۔ آج انسان کو حیات کا جتنا علم ہے اُس کی بنیاد پر یہ بات کہی جا رہی ہے، بڑھتے ہوئے کائنات کے حقائق کی معرفت کے ساتھ قرآن کے نظریات مزید قابلِ فہم ہو جاتے ہیں۔ مگر سائنسی معلومات کے بغیر ان پر یقین اور ایمان، کل جتنا آسان تھا قلبِ سلیم رکھنے والوں کے لیے اتنا ہی آج بھی ہے اور منکرین کے لیے کل جتنا مشکل تھا، اُتنا ہی آج بھی ہے۔ سائنسی معلومات اُن کو ایمان کی معرفت

تمھارا یہ وہم کہ تم یہاں آزاد چھوڑ دیے گئے ہو اور تمھاری کوئی نگہبانی (monitoring) نہیں ہو رہی، کوئی تمھارے ہر چھوٹے بڑے عمل کو نہیں دیکھ رہا ہے (not keeping track of your activities) تمھیں جواب دہی نہیں کرنی ہے، محض خیالاتِ خام اور اوہامِ شیاطین ہیں۔ تمھارا پیدا کرنے والا علیم و خبیر مالک تمھارے ہر قول و فعل سے، تمھاری نیتوں سے اور نہاں خانۂ دل میں اُٹھنے والے خیالات تک سے واقف ہے، ایک وقت آئے گا تو ایک پکار پر تم بالکل اسی طرح زمین سے نکل کر زندہ اُٹھ کھڑے ہو جاؤ گے جس طرح بارش کا ایک چھینٹا پڑتے ہی زمین ہری ہو جاتی ہے۔ اُس دن یہ اوہام رفع ہو جائیں گے اور عقلوں پر سے پردے ہٹ جائیں گے، تمھاری آنکھیں اُس کا نظارہ کر لیں گی جس کا آج انکار کر رہے ہو۔ اس رسول کو جھٹلانے کے جرم میں اُسی دوزخ کی آگ میں ڈالے جاؤ گے جسے تمھاری عقل قبول نہیں کر رہی ہے۔ اور ایک الٰہِ واحد سے ڈر کر اللہ اور رسول کے اطاعت گزار اسی جنت میں جائیں گے جس کا ذکر سن کر تم متعجب ہو۔ آیئے اس سورۃ کے مفہوم و مضامین کا مطالعہ کرتے ہیں۔ سورۃ ق کے اس تعارف کے بعد ہم اس کا مفہوم بغیر توضیحاتِ مزید کے پیش کر رہے ہیں۔ جہاں ایک موضوع دوسرے سے جدا ہوتا ہے وہاں موضوع کا ذیلی عنوان دیا گیا ہے تا کہ پڑھنے والے اس تبدیلی کے احساس کے بغیر اُس مقام سے نہ گزریں۔

شاعری اور کہانت کے الزامات، کفارِ مکہ کی اصل الجھن کی عکاس نہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یہ سورۂ قٓ ہے، قرآن کے کلام کی عظمت اور جلال اس پر گواہ ہیں کہ کفارِ مکہ کے اس پر شاعری اور کہانت کے الزامات بے ہودہ اور ناقابل التفات ہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ قیامت اور غیب کی خبروں کو بتانے والا ایک آدمی خود اُن ہی کی قوم اور شہر میں سے اُن کے پاس آیا ہے، اب یہ منکرین کہتے پھرتے ہیں کہ " یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ مرنے اور خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ پھر اُٹھائے جائیں گے! یہ اُٹھائے جانے کی بات تو عقل میں نہیں سماتی!!! ءَاِذَا مِتۡنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجۡعٌۢ بَعِيۡدٌ ۝۳۔ حالاں کہ زمین ان کے مردہ اجسام میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس تو ایک رجسٹر DATA ہے جس میں

ہم نہیں پہنچا سکتی ہیں، جنھیں آفاق و انفس کی سادہ حقیقتیں ایمان کی طرف مائل نہیں کر پاتی ہیں۔

سارے کوائف ہیں۔ در حقیقت ان لوگوں نے تو بغیر سوچے سمجھے جیسے ہی حق آیا تو اُسی وقت اُسے جھٹلا دیا۔ اب اُسی جھٹلاوے کو نبھانے کے لیے دلیلیں تلاش کر رہے ہیں یہ بڑی الجھن SEVERE CONFUSION میں پڑے ہوئے ہیں۔ .... [مفہوم آیات ۱-۵]

کیا قیامت کے انکاریوں کو آفاق کی نشانیاں ایک خالق کا پتا نہیں دیتی ہیں؟

کیا اِن قیامت کے انکاریوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا؟ ہم نے کس طرح اسے تخلیق کیا اور سجایا، اس سارے نظامِ فلکی میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے! زمین کو ہم نے ہموار کیا اور اس میں پہاڑ جمائے [30] اور اس میں نوع بہ نوع خوب صورت اور خوش منظر پیڑ پودے اگا دیے۔ آفاق کی یہ ساری نشانیاں ہر تفکر اور تدبر سے متوجہ ہونے والے کو فہم و بصارت عطا کرنے والی اور یاد دہانی کرانے والی ہیں۔ اور آسمان سے ہم ہی تو بابرکت پانی برساتے ہیں، جس سے پھلوں کے باغ، اناج کی فصلیں اور اونچے اونچے کھجور کے درخت پیدا ہوتے ہیں جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے تہ بہ تہ لگتے ہیں۔ یہ زمین پر بسنے والے انسانوں کو رزق مہیا کرنے کا کیسا بڑا اور عمدہ انتظام ہے، سوچو ذرا! پانی سے ہم تمھارے سامنے ایک مردہ زمین کو زندگی بخش دیتے ہیں اسی طرح مدفون انسانوں کا بھی زمین سے دوبارہ اُٹھائے جانے کا انتظام کریں گے۔ اِن] کفارِ مکہ [سے پہلے قومِ نوحؑ، اصحاب الرّس [31]، ثمود، عاد، فرعون، اور لوط کے بھائیوں اور اصحاب الایکہ [32] اور قومِ تبع [33] نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تو دیکھ لو آخر کاران تمام تہذیبوں پر میرے عذاب کے وعدے پورے ہوگئے۔ .... [مفہوم آیات ۶- ۱۴]

ہم تو انسان کی رگِ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں

ان سے پوچھو، کیا ہم نے انھیں پہلی بار تخلیق نہیں کیا تھا کہ پھر یہ منکرینِ قیامت ہماری دوبارہ تخلیق پر قدرت کے بارے میں شک کر رہے ہیں! انسان کو ہم نے پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو

---

۳۰ جیالوجسٹس Geologists بھی اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ زمین کی گردش کے دوران اس کا توازن isostacy برقرار رکھنے میں پہاڑوں کا انتہائی اہم کردار ہے

۳۱ اصحاب الرّس: یہ عرب کی اقوام بائدہ میں سے کسی قوم کا حوالہ ہے۔

۳۲ الایکہ: یہ مقامِ مدین کے قریب واقع ہے

۳۳ تبع: یمن کی حمیری حکومت کے بادشاہوں میں سے ہر بادشاہ کو تبع کہا جاتا ہے

وسوسے آتے ہیں اُن تک سے تو ہم واقف ہیں، انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم تو اُس کی رگِ گُلو سے بھی زیادہ قریب ہیں وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝١٦ دل و دماغ اور حرکات و سکنات پر ہمارے علم کی اس رسائی کے باوجود اس کے دائیں اور بائیں دو انسپکٹرز / مانیٹرز بیٹھے جو ہر چیز ریکارڈ کر رہے ہیں۔ اس کی زبان سے نکلنے والی ہر بات کو محفوظ (STORE) کرنے کے لیے ایک مستعد آڈیٹر موجود رہتا ہے۔
....[مفہوم آیات ۱۵-۱۸]

اللہ کے حضور پیشی کا منظر

افسوس تم لوگ انکار ہی کرتے رہے اور پھر دیکھو موت کے وقت غشی طاری ہو گئی ہے جس پر دنیا کی زندگی میں پردہ پڑا ہوا تھا، اے نادان! یہ وہی تو چیز ہے جس سے تو کتراتا تھا۔ اور صور پھونکا جائے گا! لو وہ دن آ پہنچا جس سے تجھے ڈرایا جاتا تھا۔ اُس دن ہر شخص کو اللہ کے دربار میں ایک ہانک کر لانے والا اس طرح لائے گا کہ اس کی زندگی بھر کی کار گزاریوں پر ایک گواہی دینے والا اس کا ساتھی فرشتہ بھی ساتھ ہو گا۔ آوازہ بلند ہو گا: یہ وہ پیشی تھی جس کی طرف سے تو غفلت میں تھا! ہم نے تیری نگاہ کے سامنے سے سارے پردے ہٹا دیے یوں آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے۔ اس کے ساتھ لگا ہانکنے والا نگراں (انسپکٹر) عرض کرے گا یہ قیامت کے انکار کا مجرم جو میری تحویل (CUSTODY) میں تھا، حاضر ہے۔ حکم دیا جائے گا: جھونک دو جہنم میں ہر ناشکرے، حق کے دشمن، بھلائی سے روکنے والے، حدود سے تجاوز کرنے والے، شک میں رہنے والے اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو معبود ٹھہرانے والے کو۔ ڈال دو اِسے سخت عذاب میں۔

اس کا ساتھی شیطان کہے گا اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو سرکش نہیں بنایا بلکہ یہ خود ہی بہت دور کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ جواب میں ارشاد ہو گا میرے حضور جھگڑا نہ کرو، میں نے تو تم کو پہلے ہی اس بُرے انجام سے مطلع کر دیا تھا۔ میری بات غلط نہیں ہوتی اور میں تو اپنے ناچیز بندوں پر ظلم ڈھانے والا نہیں ہوں۔ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝٢٩ ....[مفہوم آیات ۱۹-۲۹]

جب جہنم سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو بھر گئی؟

یومِ قیامت کی تعبیر و توضیح کے لیے مالک یوم الدین نے ایک سے ایک عمدہ اور دل نشین تصویریں قرآن میں کھینچیں ہیں، اصلاحیؒ، صاحبِ تدبّرِ قرآن کیا خوب تحریر کرتے ہیں "قرآن میں ہے کہ جب مجرموں کے اعضاء و جوارح ان کے خلاف گواہی دیں گے تو وہ حیران ہو کر اُن سے پوچھیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے کہ اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡطَقَ کُلَّ شَیۡءٍ [سُوۡرَۃُ حٰمٓ السَّجۡدَۃ: ۲۱] اُسی خدا نے ناطق (بولنے والا) والا بنا دیا جس نے ہر چیز کو ناطق بنایا ہے۔ یہ سوال و جواب اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے بے پایاں غضب کی تصویر ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں بھرتے ہوئے ذرا بھی اس کو تردد لاحق نہ ہوگا بلکہ وہ پوری بے نیازی سے سب کو جہنم میں پھنکوادے گا اور پھر جہنم سے پوچھے گا کہ کیوں تیرا پیٹ اچھی طرح بھر گیا یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ اتنی بے شمار خلقت کو جہنم میں جھونکنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو کوئی تاسّف ہوگا کہ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو میں نے آگ میں جھونک دیا بلکہ اس کے جوشِ غضب کا یہ حال ہوگا کہ اور بھی ہوں تو ان کو بھی وہ جہنم کا ایندھن بنا دے (تدبرِ قرآن ۷/۵۵۷)

> اُس دن کو نہ بھولو جس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی ؟ يَوۡمَ نَقُوۡلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امۡتَلَـئۡتِ وَ تَقُوۡلُ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ ﴿۳۰﴾ اور وہ جواب میں سوال کرے گی: "کیا ابھی اور بھی مجرم باقی ہیں؟" [کہ میں کم بخت کہاں بھرنے والی ہوں، لاؤ اور لاؤ!] اور جنت متقین کے قریب لے آئی جائے گی، [کہ جنتیوں کو چل کر جانے کی زحمت تک نہ ہو] اگرچہ دور نہ ہوگی۔ آوازہ بلند ہوگا: "یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، اللہ کی طرف پلٹنے والے، حدود کا خیال کرنے والے، بے دیکھے رحمٰن سے ڈرنے والے ایسے بندے کے لیے جو رب کی طرف متوجہ رہنے والا دل لیے ہوئے آیا ہے۔ داخل ہو جاؤ اس جنت میں امن اور سلامتی کے ساتھ"۔ یہ لازوال دن ہمیشگی کی زندگی کا دن ہوگا، جس پر موت کا سایہ نہ ہوگا۔ وہاں ان کو ہر من چاہی چیز ملے گی، [اس لیے کہ انھوں نے دنیا میں رب چاہی زندگی گزاری] اور ہمارے پاس اس سے بھی ما سوا اُن کے لیے بہت کچھ ہے۔ ادۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡخُلُوۡدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ فِيۡهَا وَلَدَيۡنَا مَزِيۡدٌ ﴿۳۵﴾ .... [مفہوم آیات ۳۰-۳۵]

آخرت میں سزا سے قبل دنیا میں عذاب کی ایک شکل

اور ہم نے اِن سے پہلے [روئے سخن نبی ﷺ کے مخاطبین ہیں] کتنی ہی قوموں کو برباد کر چھوڑا ہے جو اِن سے بہت زیادہ طاقت و قوت رکھتی تھیں اور پھر عذاب زدہ قوموں کے افراد جن کے جدھر سینگ سمائے اُدھر ملکوں ملکوں مارے پھرے اور وہ کوئی جائے پناہ پا سکے [۳۴]۔ تاریخ میں عبرت کا سبق ہے ہر اس شخص کے لیے جو دل رکھتا ہو، یا جو توجہ سے بات کو سنے۔...... [مفہوم آیات ۳۶-۳۷]

نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ

انہیں تعجب ہے کہ مرنے کے بعد کس طرح اٹھائے جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اِن کے درمیان ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہ ہوئی۔ پس اے نبی، جو کچھ یہ لوگ الٹی سیدھی باتیں بناتے ہیں ان پر صبر کرو، اور اپنے رب کی تسبیح کرتے رہو [۳۵] حمد کے ساتھ، سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اور رات میں بھی اس کی تسبیح کرو

۳۴ یہ ان برباد قوموں کا تذکرہ ہے جن کے اکابرین کو اللہ تعالیٰ جان سے مار دیتے ہیں اور اُن کے متبعین ملکوں ملکوں پناہ اور چارے کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں جس طرح فرعون اور اُس کے اکابرینِ سلطنت اور فوج تو سمندر میں غرقاب ہو گئی مگر باقی عوام دشمن قوتوں کے ڈر سے ملکوں ملکوں مارے پھرتے رہے، اس کی مثال قومِ سبا ہے کہ سیلاب سے اعیانِ حکومت اور بڑی تعداد میں عوام تو تباہ برباد ہو گئے مگر بچ جانے والے لاکھوں دربدر ملکوں ملکوں کی ٹھوکروں میں رہے۔ اسی طرح یہود تاریخ کے مختلف ادوار میں قتل و غارت گری کا شکار رہے اور پھر جو بچ جاتے وہ ملکوں ملکوں جدھر سینگ سمائیں مارے مارے پھرے، خود ہم اپنی حالت دیکھیں کہ کس طرح ہمارے مسلمان ممالک [اسپین، عراق، شام، فلسطین، غیر منقسم انڈیا، افغانستان وغیرہ وغیرہ] برباد ہوئے اور اُن کے باسی ملکوں ملکوں کھانے اور چارے کی تلاش میں دربدر کی ٹھوکروں میں ملکوں ملکوں دبئی سے امریکا اور یورپ تک سرگرداں ہیں، فاعتبروا یااولی الابصار۔ یہ اس افراتفری، پریشانی اور سراسیمگی کی تصویر ہے جو عذاب دیکھنے کے بعد لوگوں میں پیدا ہوئی۔

۳۵ یہاں نبی ﷺ کو کفار کی ایذا رساں باتوں پر صبر کی تلقین کی جا رہی ہے اور صبر کے ساتھ حمد اور تسبیح کی تلقین ہے جس سے مراد اعترافِ نعمت، شکریہ، تعریف اور پاکی ہے اُن تمام شرکیہ اور استہزایہ باتوں سے جو اُس وقت کفارِ مکہ بنا رہے تھے اور جس طرح کی باتیں ہر دور میں اللہ سے بے خوف نام نہاد دانش ور بنایا کرتے ہیں۔ حمد اور تسبیح دونوں کا بہترین امتزاج صلوٰۃ میں ہوتا ہے اسی لیے قرآن دوسری جگہوں میں استعانت طلب کرنے کے

اور سورج[۳۶] کے ڈھلنے کے بعد بھی[۳۷]۔

اور منتظر رہو اُس دن کے لیے جس دن پکارنے والا اس زور سے پکارے گا کہ ہر فرد کو پکار بہت قریب ہی سے معلوم ہو گی۔ جس دن تمام انسان آوازۂ حشر یعنی اس چیخ کو بالکل ٹھیک اپنے کانوں سے سن رہے ہوں گے جس کا آنا بر حق ہے، وہ دن نکل کھڑے ہونے کا دن [یوم الخروج] ہو گا۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم ہی زندگی کے خالق اور ہم ہی موت دینے والے بھی، اور ہماری طرف ہی اس دن سب کو پلٹنا ہے ان کے مزعومہ شرکاو شفعا میں سے کوئی بھی وہاں ان کا ملجاو ماوانہ بن سکے گا۔ جب زمین پھٹے گی اور لوگ اس کے اندر سے نکل کر تیزی سے میدان حشر جا رہے ہوں گے۔ یہ اجتماع ہمارے لیے تو بہت آسان ہے۔

اے نبیؐ تم ان کا غم نہ کرو ہم خوب جانتے ہیں کہ اصل میں ان کے سینوں میں کیا ہے جو ایسی باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ تم ان پر کوئی داروغہ تو نہیں ہو کہ جبراً منوا کر ہی چھوڑو۔ بس تم

لیے صبر کے ساتھ صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ جس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی پانچ اوقات کی نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں وہ تو اس سورۃ کے نازل ہونے کے پانچ برس بعد معراج کے موقع پر فرض کی گئیں، تاہم یہاں اشارہ ہے کہ نمازوں کے اوقات کیا ہوں گے، سورہ ق کی یہ آیات ۳۹ تا ۴۰ نمازوں کے پانچوں اوقات کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔

۳۶ اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ کا ترجمہ مودودیؒ نے کیا ہے 'سجدہ ریزیوں سے فارغ ہونے کے بعد بھی' ہم نے اخذ مفہوم کے لیے تدبر قرآن کے بیان کردہ فہم کو ترجیح دی ہے۔ جس میں سورج (کہ سورج بھی ایک ستارہ ہے) کے ڈھلنے کے اوقات بعدِ زوال اور بعدِ غروب کے معانی لیے گئے ہیں۔

۳۷ دین میں نمازوں کی ترتیب دین میں اُن کی اہمیت و عظمت کے اعتبار سے بیان ہوئی ہے، یہ ترتیب مقتضی ہوئی کہ سب سے پہلے فجر کا ذکر آئے، اُس کے بعد عصر کا، چناں چہ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ قَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ ۚ﴿۳۹﴾ کے الفاظ سے ان کا ذکر ہوا۔ اوپر ہم ذکر کر آئے ہیں کہ قرآن و حدیث دونوں میں ان نمازوں کی اہمیت پر خاص زور دیا گیا ہے اس کے بعد وَ مِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡہُ سے عشا اور تہجد کی نمازوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو شب کی نمازوں میں وہی اہمیت رکھتی ہیں جو دن کی نمازوں میں فجر اور عصر کی نمازوں کو حاصل ہے۔ اس کے بعد وَ اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ ﴿۴۰﴾ کے الفاظ سے ظہر اور مغرب کی نمازوں کی طرف اشارہ ہے جو دلوک الشمس اور سجودِ شمس کے اوقات سے تعلق رکھتی ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۷۸ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ کے تحت ہم سورج کے دلوک کے مختلف مراحل کی وضاحت کر چکے ہیں۔ [تدبر قرآن جلد ہفتم تفسیر سورہ ق صفحہ ۵۶۹، ۵۶۸]

اس قرآن کے ذریعہ سے ہر اس شخص کو یاد دہانی کراؤ جو میری تنبیہ سے ڈرتے ہوں، فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾......................................[مفہوم آیات ۳۸-۴۵]

☆☆☆☆☆

نبی ﷺ کی بعثت سے قبل کعبۃ اللہ اور اُس کے قرب و جوار کے علاقے کی، معلوم حقائق سے بنائی ہوئی ایک قدیم تصویر۔ بتوں کی نجاست کے پیشِ نظر جہاں جہاں بت ایستادہ تھے، اُن کو تصویر میں سے مٹا کر سیاہ دائرے بنا دیے گئے ہیں